۷۸۶

ترجمہ سوال

جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم سان ڈیاگو میں رہنے والے مسلمان ہیں۔ ہم چاند دیکھنے میں اختلاف المطالع کا اعتبار کرتے ہوئے علاقے کی رویت کا اعتبار کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک سان ڈیاگو کی تمام مساجد میں اختلاف المطالع کا اعتبار کیا جاتا تھا لیکن جب سے حساب کتاب کے ذریعے چاند کی تعیین کا طریقہ کار رائج ہوا ہے، اس وقت سے آدھی مساجد نے اُس طریقہ پر عمل کرنا شروع کردیا۔ بقیہ مساجد نے ابتداءً ان کی بات کا انکار کیا لیکن بعد میں انہوں نے اتحاد المطالع کا اعتبار کرنا شروع کردیا۔ ان میں سے کچھ اب سعودی عرب کا اعتبار کرتے ہیں، کچھ سعودی عرب کا صرف عید الاضحیٰ میں اعتبار کرتے ہیں، بقیہ اس ملک کا اعتبار کرتے ہیں جہاں سب سے پہلے چاند نظر آیا ہو۔

الحمد للہ ہم ان دونوں فریقوں سے مختلف ہیں، اور نہایت تصلب کے ساتھ اختلاف المطالع (کے اس فتویٰ) پر عمل کرتے ہیں (جس پر ۱۵ علماء کے دستخط ہیں جن میں مولانا علی میاںؒ بھی شامل ہیں)۔ ہم ہر ماہ سان ڈیاگو اور اطراف کے علاقوں میں چاند دیکھنے کیلئے اپنی ٹیمیں بھیجتے ہیں، اور ہم سمجھتے ہیں کہ دیگر مساجد بھی ایسا کرسکتی ہیں یا ہماری رویت کا اعتبار کرسکتی ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی خشیت رکھتے ہیں لیکن ہماری پریشانی یہ ہے کہ ہم بہت قلیل مقدار میں ہیں اور ہماری نمائندگی کیلئے ہمارے پاس کوئی مسجد نہیں ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت اس معاملے کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی اور دیگر مساجد کی اندھی تقلید کرتی ہے۔ اس کے برخلاف اگر ہماری رویت دوسروں سے مختلف ہو تو ہم البتہ اپنی الگ عید کی جماعت کرتے ہیں۔ اور اپنے مہینے اپنی نکالی گئی تاریخوں پر کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ سان ڈیاگو کے دیگر مسلمان ہمیں کھیل خراب کرنے والوں میں شمار کرتے ہیں۔

ہمارے آپ سے تین سوالات ہیں:

1. کیا ہمارا دوسروں سے اس مسئلے میں الگ موقف اختیار کرنا، اور اختلاف المطالع کا اعتبار کرنا قران اور سنت کے اعتبار سے درست ہے؟ اور کیا ہم اسے جاری رکھ سکتے ہیں۔

2. جبکہ اختلاف المطالع پر عمل کرنا ممکن ہو تو اتحاد المطالع کا طریقہ کار کس حد تک درست ہے خصوصاً حدیث ام الفضل رضی اللہ عنہ کی روشنی میں؟

3. کیا امریکہ کو ایک مطلع شمار کیا جاسکتا ہے خصوصاً جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دمشق میں (مدینہ سے چار سو میل دور) چاند دیکھنا قبول نہیں کیا تھا۔ بالفاظ دیگر امریکہ میں اگر کہیں بھی چاند دیکھا جائے تو کیا وہ امریکہ میں موجود تمام لوگوں کیلئے کافی ہے؟

والسلام

فیصل زیدی

ڈائریکٹر آف ریسرچ / چیف نیوروسائنٹسٹ، نیوروماڈیولیشن ڈیوائس کمپنی، سان ڈیاگو، امریکہ

دار الافتاء

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب سے قبل بطورِ تمہید درجِ ذیل امور سمجھنے ضروری ہیں:

أ. حنفیہ کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں ہے۔ یعنی اگر کسی ایک شہر میں چاند نظر آجائے تو دوسرے شہر کے لوگ اس کے مطابق رمضان یا عید کرسکتے ہیں، خواہ انہیں چاند نظر نہ آئے، بشرطیکہ اس شہر میں رویتِ ہلال کا ثبوت شرعی طریقہ سے ہوجائے یعنی شہادۃ سے یا شہادۃ علی الشہادۃ سے یا شہادۃ علی القضاء سے یا استفاضۂ خبر سے۔ مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں بھی اختلافِ مطالع معتبر نہیں، صرف شافعیہ اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہیں۔ البتہ بعض متاخرین فقہاءِ حنفیہ بلادِ بعیدہ میں اختلافِ مطالع کا اعتبار کرتے ہیں۔ پھر بلادِ قریبہ اور بعیدہ کے معیار سے متعلق ان حضرات کے مختلف اقوال منقول ہیں، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی ایسی جغرافیائی حد بیان نہیں کی جاسکتی جو کبھی تبدیل نہ ہو، بلکہ ہر حد ہر ماہ مختلف ہوتی رہتی ہے۔

(تبویب نمبر ۱۱۷۶/۲)

ب. سنن الترمذی، صحیح مسلم اور ابوداؤد میں حضرت کریبؒ سے منقول حدیث میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ کے بارے میں یہ منقول ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دمشق میں چاند دیکھنے کو مدینہ کیلئے معتبر نہیں مانا تھا، وہ حدیث امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق اور ان کی مستدل ہے۔ حنفیہ کے ظاہر مذہب کی طرف سے اس کی متعدد توجیہات کی جاتی ہیں جنمیں سے ایک یہ ہے کہ شام کی رویت مدینہ طیبہ کے لئے کافی ہوسکتی تھی لیکن چونکہ خبر دینے والے صرف حضرت کریبؒ تھے اور نصابِ شہادت موجود نہ تھا اس لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسے قبول نہیں کیا۔

في فتح القدير (فصل في رؤية الهلال)

وعورض لهم بحديث كريب أن أم الفضل بعثه إلى معاوية بالشام قال: فقدمت الشام فقضيت حاجتها، واستهل علي رمضان وأنا بالشام فرأيت الهلال يوم الجمعة، ثم قدمت المدينة في آخر الشهر فسألني عبد الله بن عباس رضي الله عنهما ثم ذكر الهلال فقال: متى رأيتموه؟ فقلت: رأيناه ليلة الجمعة، فقال: أنت رأيته؟ فقلت: نعم ورآه الناس وصاموا وصام معاوية رضي الله عنه، فقال: لكنا رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلاثين أو نراه فقلت: أولا تكتفي برؤية معاوية رضي الله عنه وصومه: فقال: لا هكذا أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، شك أحد رواته في نكتفي بالنون أو بالتاء، ولا شك أن هذا أولى لأنه نص وذلك محتمل لكون المراد أمر كل أهل مطلع بالصوم لرؤيتهم، رواه مسلم وأبو داود والنسائي والترمذي وقد يقال: إن الإشارة في قوله هكذا إلى نحو ما جرى بينه وبين رسول أم الفضل، وحينئذ لا دليل فيه لأن مثل ما وقع من كلامه لو وقع لنا لم نحكم به، لأنه لم يشهد على شهادة غيره ولا على حكم الحاكم. فإن قيل: إخباره عن صوم معاوية يتضمنه لأنه الإمام يجاب بأنه لم يأت بلفظة الشهادة، ولو سلم فهو واحد لا يثبت بشهادته وجوب القضاء على القاضي.

والله سبحانه وتعالى أعلم.

ان تمہیدی امور کے سمجھنے کے بعد آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

1. سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق سان ڈیاگو میں رویت ہلال کے تین طریقے رائج ہیں۔ اول: حساب کتاب کے ذریعے چاند کی تعیین۔ دوم: اختلاف المطالع کا اعتبار نہ کرنا۔ سوم: اختلاف المطالع کا اعتبار کرنا۔ ان طریقوں میں حساب کتاب کے ذریعے چاند کی تعیین کر کے رویت کے ثبوت کے بغیر اسلامی مہینوں میں اس کا اعتبار کرنا غلط بلکہ ناجائز ہے۔ یہ طریقہ فوری طور پر چھوڑنا ضروری ہے ورنہ روزوں اور دوسری عبادات کا گناہ ان لوگوں پر ہوگا جو یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ جہاں تک دوسرے اور تیسرے طریقہ کار کا تعلق ہے تو اس بارے میں یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جو مجتہد فیہا ہیں، (جیسا کہ تمہید میں مذکور ہے) اور امت کا اختلاف و انتشار ایسی چیز ہے جس سے تاحد امکان بچنے کی ضرورت ہے۔ لہذا اگر امریکہ کے علماء کسی ایک ملک کی رویت (مثلاً مراکش وغیرہ) کو معتبر ماننے پر متفق ہوجائیں، اور اس ملک کی رویت کی خبر شرعی طریقے (شہادۃ یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادۃ علی القضاء یا استفاضہ خبر) سے امریکہ تک پہنچ جائے تو مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کی خاطر آپ حضرات کو بھی اسی پر عمل کرلینا چاہئے اس لئے کہ مسئلہ کے مجتہد فیہا ہونے کی بناء پر اس پر عمل کرنے میں کوئی شرعی محظور لازم نہیں آتا۔ (ماخذہ تبویب ۹۱۳/۲۹، ۲۰۶۷/۵۸) اسی طرح اگر سب لوگ مقامی رویت پر متفق ہوجائیں تو یہ بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے۔

2. ہر شہر میں الگ رویت ممکن ہونے کے باوجود حنفیہ کے ظاہر مذہب کے مطابق اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ ایک شہر کی رویت شرعی طریقے سے ثابت ہوجانے کی صورت میں دوسرے شہر میں اس رویت کے مطابق عمل کرلیا جائے (جیسا کہ جواب نمبر ا میں بیان ہوا)۔

3. جب مذاہب ثلاثہ میں پوری دنیا میں اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں تو کسی مخصوص براعظم میں بھی اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں ہوگا، چنانچہ اگر امریکہ کے مسلمان مل کر اس بات پر اتفاق کرلیتے ہیں کہ ہمارے پورے علاقے میں جہاں کہیں چاند نظر آئے گا پورے علاقے کیلئے وہی رویت معتبر ہوگی اور اس کے لئے مرکزی کمیٹی بنا کر اس کو اختیار دے دیں اور وہ کمیٹی ہر ملک میں اپنی ذیلی کمیٹیاں بنادے اور سب لوگ اس کمیٹی کے فیصلے کو تسلیم کرلیں تو اس طرح عمل کرنا جائز بلکہ سب سے بہتر ہے۔ (ماخذہ تبویب ۱۱۷۶/۲)

<u>فی الدر المختار (کتاب الصوم)</u>

(واختلاف المطالع) ورؤيته نهارا قبل الزوال وبعده (غير معتبر على) ظاهر (المذهب) وعليه أكثر المشايخ وعليه الفتوى بحر عن الخلاصة.

دار الافتاء

في رد المحتار (مطلب في اختلاف المطالع)

وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحدا العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالأسبق رؤية حتى لو رئي في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت وجب على أهل المغرب العمل بما رآه أهل المشرق فقيل بالأول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم كما في أوقات الصلاة وأيده في الدرر بما مر من عدم وجوب العشاء والوتر على فاقد وقتهما وظاهر الرواية الثاني وهو المعتمد عندنا وعند المالكية والحنابلة لتعلق الخطاب عاما بمطلق الرؤية في حديث صوموا لرؤيته بخلاف أوقات الصلوات.

الفقه الإسلامي وأدلته

المطلب الثالث. اختلاف المطالع:

اختلف الفقهاء على رأيين في وجوب الصوم وعدم وجوبه على جميع المسلمين في المشارق والمغارب في وقت واحد، بحسب القول باتفاق مطالع القمر أو اختلاف المطالع، ففي رأي الجمهور: يوحد الصوم بين المسلمين، ولا عبرة باختلاف المطالع. وفي رأي الشافعية يختلف بدء الصوم والعيد بحسب اختلاف مطالع القمر بين مسافات بعيدة. والله تعالى اعلم

بلال قاضی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۸ صفر ۱۴۳۲ھ

۱۳ جنوری ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

۸/۲/۱۴۳۲ھ

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ

۸/۲/۱۴۳۲ھ

دار الافتاء

مفتی